ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی *

فضیلت علم' دینی علوم' یا جدید سائنسی علوم؟

(مغرب کے سائنسی وتکنیکی غلبہ کے بعد سے غیر ضروری طور پر ایک بحث یہ چھڑ گئی کہ قرآن وحدیث میں جس علم کی فضیلت وفرضیت بیان کی گئی ہے وہ دینی علم ہے یا جدید سائنسی وتکنیکی علوم یا دونوں؟ بہت کچھ کہا لکھا گیا۔ حضرت مولانا نعمانیؒ نے معارف الحدیث جلد ہشتم میں اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے صرف دو سطریں لکھی ہیں:

''دینی اصطلاح اور قرآن وحدیث کی زبان میں علم سے مراد وہ علم ہوتا ہے' جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کے لیے آتا ہے۔''

ظاہر ہے جب انبیاء علیہم السلام علم کی فضیلت بیان کرتے ہیں' تو اس سے فطری طور پر وہی علم مراد ہوگا جو اللہ کے یہاں سے وہ لاتے ہیں' راقم کی نظر میں یہ نہایت فطری استدلال ہے۔

دوسری بات یہاں یہ عرض کرنی ہے کہ علم کسے کہتے ہیں؟ سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ کمانے دھمانے کے طریقوں' حروف شناسی اور ہنروں کو علم کہا جانے لگا ہے۔ یہ قطعاً علم نہیں ہیں' ہاں انسانی ضرورت ہونے کے ناطے اسلام ان کے سیکھنے کو فرض قرار دیتا ہے۔۔۔۔ یحیٰ)

اس وقت میرے ہاتھ میں جولائی ۲۰۰۳ء کا شمارہ ہے' اس شمارے کے ص ۲۶ پر ایک فاضل مکتوب نگار نے تحریر فرمایا ہے کہ: ''تعلیم' تعلیم ہے اس کو دینی اور دنیاوی تعلیم میں تقسیم کرنا......مناسب نہیں ہے' قرآن کی ابتداء نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج سے نہیں ہوتی' قرآن کی ابتداء ''اقراء'' سے ہوتی ہے جسکا تعلق پڑھنے سے ہے''

موضوع زیر بحث کی اہمیت اس کی متقاضی ہے کہ ارباب بصیرت اور اصحاب فکر ونظر کی توجہ کے لئے چند نکات سپرد قرطاس کردیئے جائیں۔

۱۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ''قرآن کی ابتداء اقراء سے ہوتی ہے' اس لئے کہ قرآن کی ابتداء اور اس کے نزول کی ابتداء دو الگ الگ باتیں ہیں' جن میں سے پہلی غلط ہے اور دوسری صحیح۔ مکتوب نگار کو اس طرح لکھنا چاہیے تھا کہ نزول قرآن کی ابتداء اقراء سے ہوتی ہے۔ یا نزول وحی کی بات اقراء سے ہوتی ہے۔

۲۔ محترم مکتوب نگار اور اسی طرح کے دوسرے بے شمار اہل علم حضرات ایک بہت بڑے مغالطے میں مبتلا ہیں

---

* مرکز مطالعات فارسی' علیگڑھ

قرآن پاک کی سورۂ علق کی جس آیت کا حوالہ دیا جارہا ہے، وہ صرف لفظ "اقراء" پر ہی مشتمل نہیں ہے۔ بلکہ 'اقراء کے ساتھ' "باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرأ وربک الأکرم، الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم" بھی ہے۔

اور ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم وعقل کی نعمت سے نوازا ہے، اس کو 'اقراء' کے بعد باسم ربک پر بھی غور کرنا چاہیے، جس کا واضح اور غیر مبہم مفہوم ومقصود، اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہر وہ علم یا تعلیم جو خدا کی خالقیت و ربوبیت کے یقین، اس کی عظمت وا کبریت کے احساس، اس کی قدرت پر عقیدہ، اس کی اطاعت کے عہدہ میثاق، اور موت کے بعد اس کی طرف لوٹ کر جانے اور اپنے گفتار وکردار کا حساب دینے کے اذعان سے خالی ہو، خدا بیزار ہو اور خدا کی نافرمانی کے راستے پر لے جائے، وہ علم اور تعلیم کسی بھی قیمت پر اسلام میں مطلوب نہیں ہے۔

انگریزی طرز اور انگریزوں کے ڈھب کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی یہ تعلیم اور اس کا نصاب ونظام جس نے کلچر کے نام پر خواتین و دوشیزگان قوم کو برہنہ وعریاں کر کے رکھ دیا ہے۔ جس نے تعلیم یافتہ چوروں، ڈاکوؤں، کی ٹیمیں تیار کردی ہیں، جس نے انسانیت، شرافت اور خیر وشر کے ہر احساس وامتیاز کو حرف غلط کی طرح ذہنوں سے کھرچ کر پھینک دیا ہے، اور انسان کو ایک کلچرڈ حیوان بنادیا ہے، اس تعلیم اور اس کے نصاب ونظام کا ہرگز ہرگز قرآن پاک کے 'اقراء' سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور یہ مسلمان کیلئے فرض نہیں بلکہ "حرام" کے درجے میں ہے۔ قرآن پاک کی آیت "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" سے صاف طور پر مستفاد ہوتا ہے کہ اسلام میں صرف وہی علم محمود ومطلوب ہے جو انسان کے قلب میں خشیت اور تقویٰ پیدا کرے اور اس کو پاک صاف صالح اور بے داغ زندگی گزارنے کیلئے آمادہ کرے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے "من سلک طریقا یلتمس فیہ علما، سھل اللہ لہ طریقا الی الجنۃ" (جو کوئی طلب علم کی راہ میں چلتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے) سنن ترمذی میں ایک حدیث یوں ہے۔ "من خرج فی طلب العلم فھو سبیل اللہ حتی یرجع" (جو کوئی علم کی طلب میں (گھر سے) نکلتا ہے وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں رہتا ہے۔) یہ حدیثیں پکار پکار کر آگاہ کررہی ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جس علم کی طلب کی فضیلت بیان کی ہے وہ ان اسکولوں اور کالجوں میں کہیں بھی نہیں پایا جاتا۔

جو لوگ "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" اور "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" ایسی ضعیف اور غیر معتبر روایتوں کو علی الاطلاق طلب علم کے فرض ہونے کی دلیل بناتے ہیں، میں ان سے یک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بالفرض اگر رسول اللہ ﷺ اس وقت دنیا میں کچھ مدت کیلئے دوبارہ تشریف لے آئیں اور یورپ وامریکا نہیں بلکہ صرف ہندوستان اور ہندوستان کے بھی صرف ایک شہر...... کا سفر کرنے کی زحمت فرمائیں...

آپ ﷺ کو معلوم ہو کہ (جیسا کہ دہلی کے ایک اخبار میں یہ خبر چھپی ہے) مسلمانوں کے ایک مایہ ناز زنانہ کالج کی کچھ طالبات، دہلی کے فلاں ہوٹل میں دادعیش لیتے اور دیتے ہوئے پائی گئیں...... یا آپؐ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور کانوں سے سن کر یہ جان لیں کہ مسلمانوں کی ایک مشہور عالم درسگاہ اور بالخصوص اس کے ذیلی اسکولوں کے طلبہ کس طرح اپنے اساتذہ کے نام بگاڑتے، ان کو گالیاں دیتے اور ان کے بے عزتی کرتے ہیں تو کیا حضور ﷺ ''طلب علم'' کا وہی مطلب بیان فرمائیں گے جو یہ پروفیسر، اسکالر اور ماہرین تعلیم حضرات بتا رہے ہیں؟

۳۔ قرآن پاک میں (اور احادیث معتبرہ میں بھی) ''دنیا'' کا لفظ ''دین'' کے مقابلے میں استعمال نہیں ہوا، بلکہ دنیا کے مقابلے میں ہر جگہ ''آخرت'' یا اس کے ہم مفہوم کوئی لفظ استعمال کیا گیا ہے، ثبوت کے طور پر قرآن کی بہت سی آیتیں پیش کی جا سکتی ہیں مثلاً ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة اور "انما الحیوة الدنیا لعب و لهو، وان الدار الاخرہ لهی الحیوان" بل توثرون الحیاة الدنیا، والآخرة خیر و ابقی" والآخرة خیر و ابقی، کے فوراً بعد قرآن پاک میں جو آیت "ان هذا لفی الصحف الاولی" ہے وہ تو اس طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ قرآن پاک سے پہلے کے صحف سماویہ میں بھی، دین اور دنیا کا نہیں بلکہ دنیا اور آخرت کا ہی متقابلاً ذکر ہوا ہے، اس لئے کہ دنیا اور آخرت عارضی اور ابدی دو مقام دو منزلیں، یا دو ٹھکانے ہیں، یہ کسی طرز حیات یا نظام العمل کا نام نہیں ہیں جبکہ:

۴۔ ''دین'' ایک ''طریق زندگی'' اور اس جامع و مکمل ''دستور حیات'' کا نام ہے، جو اس دنیا کے خالق و مالک نے، اپنے پیامبروں کے ذریعے، تاریخ کے مختلف ادوار میں، ہر دور کے احوال و ظروف کے مطابق انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے بنی آدم کو سکھایا، اور اپنی آخری اور جامع ترین تفصیلات و جزئیات کے ساتھ سرور کائنات ﷺ کے توسط سے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے دنیا میں آیا اور آج تک اپنی اصلی حالت میں قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کی صورت میں موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ اس ''دستور حیات'' میں ادنی سی بھی ترمیم یا کمی بیشی کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ کسی انسان کو اس کا حق حاصل ہے، یہ دین یہ قانون الٰہی جس کا نام یا عنوان ''اسلام'' ہے، اس کے ہوتے ہوئے، کسی مسلمان، بلکہ کسی بھی باشعور انسان کو، دنیا میں رائج کسی بھی دوسرے ازم دھرم، مذہب یا فلسفہ حیات کی طرف دیکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ دوسروں سے ''قرض'' یا بھیک وہ مانگا کرتا ہے جس کے پاس خود کچھ نہ ہو، ''اسلام کے نظام حیات'' میں پیدائش سے لے کر موت تک کے ہر اس موقع کے لئے اصول و ہدایات موجود ہیں جو قیامت تک کسی بھی انسان کو پیش آ سکتا ہے۔

اب کسی کو ''صلح کل'' یا مصالحت بین المذاہب'' یا ثقافتوں اور قومیتوں کی یکجہتی و اتحاد کے پر فریب عنوان سے دھوکہ دینے کی گنجائش یا جواز باقی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے "لاریب فیه" کلام میں صاف صاف اعلان فرما

دیا ہے کہ: ان الدین عند الله الاسلام" اب اسلام کے سوا جو بھی طریق حیات یا دستور زندگی کوئی انسان اختیار کرتا ہے‘ وہ اللہ کے نزدیک مردود ہے‘ اس کی وضاحت کیلئے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارک کافی ہے "لایومن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به" (مشکوۃ) ’’تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوگا‘ جب تک اس کی خواہشات اس دین کے تابع نہ ہو جائیں‘ جو میں لے کر آیا ہوں۔

۵۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے علم (اور تعلیم) کی تقسیم صرف ’’نافع‘‘ اور ’’غیر نافع‘‘ کے عنوان سے کی جاسکتی ہے‘ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے مستنبط ہوتا ہے۔

الف۔ ان النبی ﷺ کان یقول...... اللهم انی اسئلک علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا۔ (احمد‘ ابن ماجہ‘ بیہقی)

ب۔ کان رسول الله ﷺ یقول.......... اللهم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لایخشع (مسلم)

ج۔ قال رسول الله ﷺ: اذا مات ابن آدم انقطع عملا‘ الامن ثلاث صدقة جارية‘ او علم ینتفع به او ولد صالح یدعوله (مسلم)

پہلی حدیث بتاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے کہ: اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والا علم‘ قبول کیا جانے والا عمل اور پاکیزہ روزی مانگتا ہوں۔...... دوسری حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غیر نافع علم اور خشوع سے خالی قلب سے اللہ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔...... تیسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: مرنے کے بعد انسان کے اعمال کے سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے‘ سوائے ان تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ‘ یا وہ علم جس سے نفع اٹھایا جائے‘ یا وہ صالح اولاد جو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

یہ تینوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ علم یا تو ’’نافع‘‘ ہوتا ہے یا ’’غیر نافع‘‘ اور یہ کہ علم نافع اللہ کے رسولؐ کے نزدیک مطلوب ومحبوب ہے اور علم غیر نافع مردود ومعیوب۔ اب جو لوگ علم کی تعریف اور اس کی حدود وجہات میں کسی تفریق وامتیاز کے قائل نہیں ہیں یا غیر شعوری طور پر اس فریب میں مبتلا ہیں نیز دوسروں کو بھی مبتلا کررہے ہیں ان کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ مثلاً اسلام کی ایک تعلیم یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد کسی بھی مسلمان لڑکی اور عورت کے سر کا ایک بال بھی کسی غیر محرم کو نظر نہیں آنا چاہیے۔ لیکن اس کے برعکس آپ کے اسکولوں‘ کالجوں‘ اور یونیورسٹیوں کی تعلیم اور ان کا ننگا شیطانی ماحول ہے‘ جس نے انسان کو حیا باختہ بنادیا ہے‘ اور جو نتیجہ ہے علم اور علم‘ تعلیم اور تعلیم میں امتیاز نہ کرنے کا‘ یہ دونوں چیزیں ایک ہی تعریف وتحدید میں کیسے آسکتی ہیں؟

لہذا‘ معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں لفظ ’’اقراء‘‘ سے مراد ’’مطلق‘‘ پڑھنا نہیں ہے۔ بلکہ وہی علم نافع یا علم

دین مراد ہے اور جیسا کہ سطور بالا میں بتایا جاچکا ہے۔ کہ دین کے اندر انسان کو قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے' اور مسلمان ہرگز کسی سے طریق زندگی کے کسی جزیئے کیلئے رہنمائی کی بھیک مانگنے کا محتاج نہیں ہے۔

۶۔ جس طرح امریکا نے مصر کے نصاب تعلیم سے قرآن پاک کی کچھ آیات خارج کرادیں' اور سعودیہ میں بھی ان ظالموں کی یہ اسلام دشمن کوشش جاری ہے' اسی طرح ہمارے ملک میں بھی (خدا جانے کسی ذاتی جذبے کے تحت یا کسی سازش کے زیر اثر) ایک دوسرے انداز اور بڑے اہتمام کے ساتھ ایک تحریک چلائی جارہی ہے کی اسلامی مدارس کا ''نوین کرن'' یا ''ماڈرنائزیشن'' کی جائے اور دینی عربی مدارس میں دوسرے علوم پڑھائے جائیں اور ایک غیر ملفوظ پیغام کے مطابق یہ دینی مدارس بھی ''حیوان سازی'' کی اس مہم میں بتدریج شامل ہو جائیں' جو یورپ اور امریکا اپنے ملکوں میں براہ راست اور پوری دنیا میں بالواسطہ طور پر چلا رہے ہیں' ظاہر ہے کہ جو پورا وقت اسلامی علوم کے سیکھنے میں صرف ہوتا ہے' اس میں سے دوسری چیزوں کے لئے کٹوتی ہوگی تو ہمارے بنیادی مقاصد و محاصل متاثر ہوں گے' ہمارا پورا منصوبہ کمزور اور رفتہ رفتہ پورا نظام دگرگوں ہو جائے گا' اور پھر کعبۃ اللہ کا مسافر آسانی سے کلیسا کی راہ میں سرگشتہ (یا کنشت کی بھول بھلیوں میں گم) ہوسکتا ہے۔

اس طرح کی تحریکیں چلانے والے تمام حضرات کی خدمت میں ادب کے ساتھ یہ عرض کیا جانا چاہیے کہ آپ حضرات غیر اسلامی اور غیر دینی اسکولوں' کالجوں' وغیرہ کے ذمہ داروں کو اس کیلئے کیوں آمادہ نہیں کرتے کہ وہ تمام دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ ''قرآن'' اور ''اسلام'' کی تعلیم کا بھی اپنے اپنے اداروں میں معقول بندوبست کریں' یا پھر یہ تحریک چلانے والے ان تمام مدارس کو اور دوسری تعلیم گاہوں کو بھی ان کے اپنے حال پر چھوڑ دیں' اور اپنی پسند اور اپنے تعلیمی تخیل و تصور کے مطابق پورے ملک میں نئے تعلیمی ادارے قائم کریں' پھر جس کسی کو بھی ان کا نصاب و نظام پسند ہوگا وہ خود بخود ان کے راستے پر چل پڑے گا۔

۷۔ آخر میں ایک بار پھر یہ یاد دلانا مناسب ہوگا کہ قرآن پاک میں صرف ''اقراء'' ہی نہیں ہے' بلکہ اس کے ساتھ باسم ربک بھی ہے۔ لہذا ''اقراء'' کو اسم رب سے الگ کر کے لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے سے باز آجائے' اور خود بھی مکمل قرآن کو سمجھ کر پڑھیئے اور عمل کیجئے۔ اور دوسروں کو بھی مکمل قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیکر عنداللہ اجر کے مستحق بننے کی کوشش فرمائیے۔ اللہ کے کسی نیک بندے نے کہا ہے۔

غم دین خور' کہ غم' غم دین است • ھمہ غمہا فروتر از ایں است

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ ''دین'' ہی میں انسانوں کی صلاح و فلاح اور ان کے ہر دکھ درد کا علاج ہے' اور یہ قیامت تک کہ تمام انسانوں کی تمام احتیاجات کی تکمیل کا مکمل و اکمل ترین نسخہ کیمیا ہے' کیونکہ یہ اعتقادات' عبادات' معاملات' معاشرت' سیاست اور حکومت' سب کے لئے الٰہی قوانین کا ''مجموعہ حسنہ'' ہے۔